

عہد عباسیہ میں منصب وزارت

عذرا اصغر علی

ادارہ وزارت اپنے طبعی خد و خال اور خصائص کے اعتبار سے اسلام میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً عہد عباسیہ کی سیاسی تاریخ کو اس کے ذکر کے بغیر مدون نہیں کیا جا سکتا۔ بنیادی طور پر یہ ایک سیاسی اور انتظامی عہدہ تھا جو امور مملکت کی انجام دہی کے سلسلہ میں خلیفہ وقت کی معاونت کرتا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے عوامل و محرکات تھے جنہوں نے بنو عباس کو اس ادارے کی تشکیل کے لئے مجبور کیا یا پھر خود انہوں نے اس ادارے کے قیام کو اپنے لئے ناگزیر سمجھا۔ اس سلسلے میں ہمارے مؤرخین نے جو تجزیاتی حقائق پیش کئے ہیں ان کی روشنی میں مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں۔

(۱) اگر تحریک عباسیہ کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی کامیابیوں کا تمام تر سہرا عجمیوں خصوصاً ابو مسلم خراسانی کے سر ہے۔ اموی عہد میں عرب و عجم کی وطنی تقسیم اور معاشرتی تفاوت نے جس طرح عصبیت کی آبیاری شروع کر رکھی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عجمی نو مسلموں کے اندر ان مساویانہ معاشرتی، مذہبی اور سیاسی حقوق کے حصول کی جدوجہد شروع ہو گئی جس کا حق بحیثیت مسلمان اسلام نے انہیں دیا تھا۔ عدم مساوات کی یہ کشمکش تحریک عباسیہ کی تقویت کا باعث بنی اور بلاشبہ

بنوعباس نے اس تحریک کو امویوں کے خلاف ایک سیاسی حربے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے کامیابی کی راہ ہموار کی -

(۲) برسراقتدار آنے کے بعد عجمی اثرات کے تحت عباسیوں نے نظم مملکت کے سیاسی ڈھانچے میں اہم تبدیلیاں کیں - جن کا بڑا مقصد یہ تھا کہ ملکی کاروبار اور معاشرتی تقاضوں میں عجمی نو مسلموں کو برابری کے حقوق دینے جائیں تاکہ نہ صرف اسلام پر ان کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہو بلکہ ان کی مجموعی قوت اور طاقت کو عباسی حکومت کے استحکام کے لئے استعمال کیا جائے اور اس تالیف قلب کی سب سے بڑی مثال ادارہ وزارت کا قیام ہے جو اس سے قبل اپنی عملی صورت میں ایرانیوں کے ہاں رائج تھا -

عہد عباسیہ سے پہلے سیاست اسلامیہ میں اس قسم کے عہدے یا ادارے کی کوئی نظیر نہیں ملتی - یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ عہدہ ایرانیوں سے عربوں کے ہاں منتقل ہوا، جیسا کہ فلپ ہٹی نے لکھا ہے کہ ،، اس عہدے کی اصل ایرانی تھی وزیر سائے کی طرح خلیفہ کے ساتھ رہتا اور اس کی نیابت کی خدمت انجام دیتا تھا ،، (۱) -

لغوی اور معنوی اعتبار سے وزیر کا تصور قرآن و احادیث کے اندر پایا جاتا ہے مثلاً قرآن پاک میں حضرت موسیٰ کی دعا کا ذکر کیا گیا ہے کہ ،، اے میرے خدا میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا تاکہ اس کی مدد سے میں اپنی کمر مضبوط کر لوں اور اسے اپنے کام میں شریک کر لوں ،، (۲) - اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ،، ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی کو وزیر بنایا ،، (۳) - حدیث میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، زمین والوں میں سے میرے وزیر ابوبکرؓ

اور عمرؓ ہیں،، (۳)۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا،، اللہ تعالیٰ جب کسی امیر سے متعلق خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو سچا اور مخلص وزیر عطا کرتا ہے۔ اگر امیر اپنا فرض بھول جائے تو وزیر اس کو یاد دلاتا ہے اور جب اس کو اپنا فرض یاد آ جاتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اس وزیر سے متعلق دوسرا ارادہ اختیار کرتا ہے تو اس کو برا وزیر عطا کرتا ہے، جو نہ اس کو فرض منصبی کی یاد دہانی کروانا ہے اور نہ فرض کی انجام دہی کے سلسلے میں اس کی مدد کرتا ہے،، (۵)۔

قرآن و احادیث کی اس وضاحت سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر وزارت کا مفہوم نظم و نسق کا ہاتھ بٹانا ہے تو یہ صدر اسلام میں پائی جاتی تھی۔،، آنحضورؐ سیاسی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں یہ اعزاز حضرت عمرؓ کو حاصل تھا۔ علاوہ ازیں ان کے سپرد عدالت اور تقسیم زکوٰۃ کا محکمہ بھی تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی حیثیت وزراء جیسی تھی اور ان کی ذمہ داریاں ایک وزیر سے کسی طرح بھی کم نہ تھیں، لیکن انہیں وزیر کے لقب سے خطاب نہیں کیا جاتا تھا،، (۶)۔

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کی خلافت موروثی ملوکیت کی شکل میں قائم ہوئی تو اس وقت انہیں بھی اپنی سیاسی پالیسی عمل میں لانے کے لئے وزراء کی ضرورت پڑی اس مقصد کے لئے چند ارباب فہم و دانش کا تقرر کیا گیا۔ اعزاز اور قوت میں ان کی حیثیت وزیروں سے کم نہ تھی اگرچہ سرکاری طور پر ان کے لئے وزیر کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔،، تاہم زیاد کا ایک نام

ضرور ایسا ہے جسے امیر معاویہؓ کے وزیر کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا،» (۷)۔ البتہ جب عباسیوں کی حکومت قائم ہوئی تو اسلام میں پہلی مرتبہ وزیر کا لفظ سرکاری اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا اور مسلمانوں نے ایرانیوں کی تقلید میں یہ عہدہ قائم کیا۔ « اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ عباسیوں میں جو پہلا وزیر ہوا وہ بھی ایرانی تھا،» (۸)۔

اصل خامس وزارت :

اس سلسلے میں ہمارے مفکرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ مشہور مفکر ماوردی کے نزدیک ،، لفظ وزارت کے اشتقاق میں تین اختلافات ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ ،،وزر،، بوجہ سے ماخوذ ہے کیوں کہ وزیر اپنے بادشاہ کے بوجہ کو اٹھاتا ہے دوسرے یہ کہ لفظ ،، وزر،، ملجا و ماویٰ سے ماخوذ ہے چوں کہ بادشاہ اپنے وزیر کی رائے اور اعانت میں پناہ لیتا ہے اس لئے اسے وزیر کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ ،،اوزر،، سے ماخوذ ہے جس کے معانی پشت کے ہیں اور جس طرح کہ انسان کا جسم اس کی پشت سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے اس طرح بادشاہ اپنے وزیر کی وجہ سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے،» (۹)۔ الفخری کے مطابق ،،وزر،، کے معنی جائے پناہ اور ،، وزر،، کے معنی بوجہ کے بھی ہیں لہذا اگر وزیر وزر سے ہو تو اس کے معنی ہیں وزیر کی رائے کی طرف رجوع کر کے پناہ حاصل کرنا اور اگر وزر بمعنی بوجہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر بادشاہ کا بوجہ اٹھاتا ہے۔ یہ لفظ جس مادے سے بھی مشتق ہو بہر حال پناہ اور بوجہ ہر دو مفہوم پر دلالت کرتا ہے،» (۱۰)۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن لکھتے ہیں ،، کہ وزیر کا لفظ وزر سے ماخوذ ہے جس کے معانی ثقل کے ہیں۔ وزیر کے شانوں پر چونکہ نظم و نسق کا بار ہوتا ہے، اس لئے

اسے وزیر کہا جاتا ہے، (۱۱)۔ بعض محققین کے نزدیک یہ لفظ ازر سے لیا گیا ہے، جس کے معانی ہیں تقویت اور اعانت، وزیر بھی سربراہ ریاست کا معاون ہوتا ہے اس لئے اسے اس نام سے پکارا گیا، (۱۲)۔

نظام حکومت میں وزراء کی اہمیت :

نظم مملکت میں وزراء کی اہمیت وہی ہے جو جسم انسانی میں اعضا کی ہے۔ جسم انسانی ان اعضا کے بغیر کام نہیں چلا سکتا اسی طرح سربراہ ریاست بھی وزراء اور اعوان و انصار کے بغیر حکومت کا نظم و نسق نہیں چلا سکتا۔ وزیر، بادشاہ اور رعیت کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کے مزاج میں ایک حصہ ایسا ہو جو فرماں رواؤں کی طبیعت سے ملتا ہو اور دوسرا حصہ عوام کے مزاج سے مناسبت رکھتا ہو تاکہ وہ مقبولیت، محبت اور امانت میں دونوں فریقوں سے نباہ کر سکے، (۱۳) امام جس کے سپرد تمام امت کے معاملات کی انجام دہی ہے وہ خود اپنے اختیارات کو تقسیم کئے بغیر تمام معاملات کو انجام نہیں دے سکتا۔ نیز تدبیر حکومت میں ایک شخص کا اور شریک ہو جانا شخص واحد کے مقابلہ میں زیادہ مفید ہے، کیونکہ اس صورت میں امام اپنے وزیر سے معاملات ملکی میں امداد و مشورہ لیتا رہے گا۔ اس طرح غلطیوں اور لغزشوں سے زیادہ محفوظ رہے گا، (۱۴)۔

وزارت کی اقسام :

ہمارے مفکرین نے وزارت کی دو اقسام پر زیادہ زور دیا ہے۔

(۱) وزارت تفویض (۲) وزارت تنفیذ۔

وزارت تفویض :

وزارت تفویض سے مراد ہے کہ، امام اس شخص کو اپنا وزیر بنا لے جسے تمام معاملات اور نظم و نسق کے کلی اختیارات سونپ دیئے

گئے ہوں۔ اور جو اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق مناسب تدابیر اختیار کر سکتا ہو نیز ان تدابیر کو نافذ بھی کر سکتا ہو، (۱۵) جب امام یا خلیفہ وزیر تفویض کا تقرر کرتا تو عموماً مندرجہ ذیل الفاظ ادا کرتے جاتے تھے، ”میں تمہیں ان تمام ملکی امور میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں جو مجھ سے متعلق ہیں،“ (۱۶)۔ چنانچہ نائب خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس کے تمام احکامات مستند تصور کئے جاتے تھے۔ اس نوع سے تعلق رکھنے والے وزیر کئی اختیارات کے حامل ہوتے اور جملہ امور سے متعلق آزادانہ فیصلہ کر سکتے تھے۔ ”عہد عباسیہ میں وزارت تفویضی کی واضح مثال یحییٰ، فضل اور جعفر کی وزارت ہے،“ (۱۷)۔

وزیر تفویض کی اہلیت کی شرائط :

وزیر تفویض کی اہلیت سے متعلق ہمارے سیاسی مفکرین نے مختلف شرائط اور اوصاف کو بیان کیا ہے۔ ماوردی رقم طراز ہے کہ وزیر تفویض کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقیف و وضعدار ہو، مہذب اور تجربہ کار ہو، اسرار حکومت کا امین ہو، مشکل سے مشکل کاموں میں مستعد ہو، اس کے سکوت سے حلم اور گفتگو سے علم نمایاں ہو۔ صرف آنکھ کے اشارے سے وہ بات سمجھ جائے اور ایک لمحہ کی مدت ہی اس کے لئے کافی ہو۔ اس میں امراء کا دبدبہ و حکماء کی دور اندیشی ہو، علماء کی تواضع اور فقہاء کی سمجھ ہو، اگر اس پر احسان کیا جائے تو وہ ممنون ہو، اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔ آج کے فائدے کو کل کے نقصان کی وجہ سے ضائع نہ کرے۔ وہ اپنی فصاحت اور انداز بیان کی وجہ سے قلوب کو موہ لے۔ اگر ان شرائط میں کمی کی گئی تو اس نسبت سے انتظام ملکی میں خلل پیدا ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ یہ باتیں خالص دینی شرائط میں داخل

نہیں مگر یہ ایسی شرائط ہیں جن کا دینی شرائط سے اس لئے تعلق ہے کہ امت و ملت کے مصالح کے لئے ان شرائط کا ہونا ضروری ہے، (۱۸) الفخری کے نزدیک، وزیر کے لئے مساوات، زیرکی، ذہانت، بیدار مغزی، تدبیر اور دور اندیشی نہایت ضروری اوصاف ہیں۔ اسے بڑا سخی اور کھلانے پلانے والا ہونا چاہیئے تاکہ وہ لوگوں کی گردنیں جھکا سکے۔ اور ہر زبان پر اس کا ذکر خیر ہو۔ نرمی، بردباری و ثابت قدمی، حلیم و وقار، اقتدار اور ہر بات کا دہنی ہونا بھی اس کے لئے لازمی خدمات ہیں، (۱۹)۔ نظام الملک طوسی کے بقول، وزیر میں سب سے بڑی صفت عقل و فہم ہے تاکہ وہ اپنی کارروائیوں کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ سکے۔ دوسری صفت یہ ہونی چاہیئے کہ وہ بلند کردار کا مالک ہو۔ اس میں خلوص و صداقت ہو کیوں کہ ان صفات کے بغیر وزیر نہ تو اپنے آقا کا وفادار ہو سکتا ہے اور نہ ہی ملک کا بھی خواہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ عالم کا ماہر ہو کیونکہ تاریخ ہی ایسا علم ہے جو صحیح نتائج اخذ کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ اور سیاست میں بہت گہرا تعلق ہے، (۲۰)۔ کیکاؤس کے نزدیک، وزیر کا عاقل اور ذکی ہونا ضروری ہے تاکہ وہ جلد معاملات کی تہہ تک پہنچ جائے۔ اس میں وفاداری کی صفت بھی لازمی ہے۔ تاکہ غداری کر کے سلطنت کے زوال اور عوام کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اس کی تمام تر توجہ اس امر کی جانب ہونی چاہیئے کہ آمدنی میں اضافہ ہو اور کم آباد علاقے آباد کئے جائیں، (۲۱)۔ عبدالرزاق کانپوری لکھتے ہیں، وزارت تفویض مذہبی خصوصیات کی بنا پر صرف مسلمانوں کا حصہ تھا کسی ذمی کو یہ خدمت نہیں دی جا سکتی تھی۔ اس وزیر کی خلیفہ سے وہی نسبت تھی جو حضرت موسیٰ کی جناب ہارون سے

اور یہ بھی شرط تھی کہ اس وزارت پر کبھی دو شخص مقرر نہیں ہو سکتے، (۲۲) -

وزیر تفویض کے اختیارات :

ماوردی کے نزدیک امام کی طرح وزیر تفویض کے لئے جائز ہے کہ وہ خود ہی احکام نافذ کرے اور حکام مقرر کرے کیونکہ اس کی اہلیت اسے حاصل ہے۔ وہ فوجداری مقدمات کی سماعت خود بھی کر سکتا ہے۔ نیز اس کے لئے اپنا قائم مقام بھی مقرر کر سکتا ہے کیونکہ اس میں قابلیت موجود ہے۔ نیز وہ خود بھی جہاد کے لئے جا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنا قائم مقام مقرر کر کے روانہ کر سکتا ہے۔ اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ مصالح ملکی کے لئے اس نے جو امور سوچے ہیں۔ انہیں خود نافذ کرے یا کسی اور کے ذریعے نافذ کروائے کیونکہ ان تمام باتوں کی صلاحیت پہلے سے اسمیں موجود ہے (۲۳)

تین چیزوں کے سوا وزیر تفویض کے وہی اختیارات ہیں جو امام کے ہیں، وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) امام اپنا ولی عہد مقرر کر سکتا ہے، وزیر کو اس کا اختیار نہیں (۲) امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی فرد کو حق خلافت سے محروم کر سکتا ہے، لیکن وزیر اس کا مجاز نہیں (۳) امام وزیر کے مقرر کردہ شخص کو معزول کر سکتا ہے، لیکن وزیر امام کے مقرر کردہ شخص کو معزول نہیں کر سکتا۔ مذکورہ تین امور کے علاوہ امام وزیر کے روزمرہ کے کاروبار میں مداخلت نہیں کر سکتا مثلاً وزیر انتظامی معاملے میں کوئی حکم صادر کرے یا کسی جائیداد سے متعلق حکم دے اور امام محسوس کرے کہ وزیر سے غلطی ہوئی ہے تو بھی وزیر کے احکام میں ردوبدل نہیں کر سکتا البتہ بنیادی مسائل یا ایسے معاملات جن کے نتائج دوررس ہوں امام دخل دے سکتا ہے مثلاً کسی صوبے کے گورنر کے

تقرر میں یا جنگی مہمات جاری رکھنے میں امام کا خیال ہو کہ وزیر حق بجانب نہیں تو امام وزیر کے حکم کو کالعدم قرار دے کر دوسرا حکم نافذ کر سکتا ہے، (۲۳)۔

وزارت تنفیذ :

یہ وزارت محض امام، اس کی رعایا اور والیوں کے درمیان ایک ذریعہ یا واسطہ ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کے وزیر کو امام مشورے میں شریک کرے تو اسے وزیر ہی کہیں گے اور اگر مشورہ میں شریک نہیں کیا جاتا تو اسے صرف واسطہ اور سفیر ہی کہا جائے گا۔ عام طور پر اس قسم کی وزارت کے انعقاد کے لئے کسی حکم صریح کی ضرورت نہیں پڑتی، (۲۵)۔ اس قسم کا وزیر محض امام کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی تعمیل کرتا ہے اور شاہی فرامین کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ وزیر تنفیذ کے لئے وزیر تفویض جیسے خصائص کا حامل ہونا ضروری نہیں، (۲۶)۔

میرے نزدیک آج کل کی اصطلاح میں اس قسم کے وزیر کو سکریٹری کہا جاتا ہے۔ وزارت تنفیذ کے نظام کو صدارتی نظام بھی کہا جا سکتا ہے۔ جس میں تمام انتظامی اختیارات صدر کے پاس ہوتے ہیں اور اس کی مجلس وزراء صدارتی کابینہ کہلاتی ہے۔

وزیر تنفیذ کی اہلیت کی شرائط :

ماوردی کے نزدیک اس عہدے کے لئے سات شرائط و صفات کا ہونا ضروری ہے۔ ایک امانت تاکہ جو بات اس سے کہی جائے اس میں خیانت نہ کرے۔ دوسرے صدق لہجہ تاکہ ہر قسم کے احکام میں اس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ تیسرے یہ کہ لالچی نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اس میں اور عوام میں کوئی بغض و عداوت قائم نہ ہو۔ پانچویں یہ ہے کہ مرد ہو۔ چھٹے یہ کہ اس میں ذکاوت و ذہانت ہو تاکہ وہ

خلیفہ کے احکام کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ ساتواں یہ کہ عاشق مزاج اور شوقین نہ ہو کیونکہ یہ باتیں حق سے باطل کی طرف لے جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں وزیر تنفیذ کے لئے مسلمان ہونا کوئی لازمی شرائط نہیں ایک ذمی بھی اس عہدے پر فائز ہو سکتا ہے، (۲۷)۔
وزیر تنفیذ کے اختیارات :

وزیر تنفیذ کے اختیارات بہت محدود ہیں۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ امام جو حکم دے اسے بجا لائے اور جو فرمان جاری کرے اس کے مطابق عمل کرے اس کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ گورنروں کے تقرر اور جنگی تیاریوں سے متعلق معلومات فراہم کرے۔ گورنروں کے چال چلن اور عام حالات سے بھی امام کو اطلاع دیتا رہے،، تاہم وزیر تنفیذ نہ تو مفصل خصومات کر سکتا ہے اور نہ ہی گورنروں کا تقرر اس کے احاطہ اختیار میں داخل ہے۔ وہ جنگی مہمات سے متعلق کوئی سروکار رکھ سکتا ہے اور نہ ہی سرکاری خزانے سے رقوم برآمد کرانے کے اختیارات اس کو حاصل ہیں، (۲۸)۔

ادارہ وزارت اور اس کے محاسن و مصائب کی تفصیل سے اس کی اہمیت اور عمومی رجحانات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ وزارت کے سیاسی اتار چڑھاؤ اور تدریجی پہلوؤں کو دیکھا جائے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عہد عباسیہ کے مختلف ادوار میں اس عہدے کی جزئیات پر روشنی ڈالی جائے تاکہ ادارہ وزارت کی نوعیت و اہمیت اور اس کے عمومی اثرات کا تعین کرنے میں آسانی پیدا ہو۔

عہد عباسیہ کا ابتدائی دور اور ادارہ وزارت کا قیام

نام خلیفہ	نام وزیر	وزارت کی نوعیت	عمومی کیفیت
السفاح	ابوسلمہ خلال	وزارت تنفیذ	قتل کر دیا گیا۔
..	ابوجہم	..	زہر دیکر ہلاک کر دیا گیا۔
..	خالد برمکی	..	سفاح کے عہد تک اپنے منصب پر فائز رہا۔
المنصور	عہدے سے الگ کر کے موصل اور آذربائیجان کا گورنر بنا دیا گیا۔
..	ابو ایوب موریانی	..	قتل کر دیا گیا۔
..	ربیع بن یونس	..	منصور کے عہد تک اپنے منصب پر فائز رہا۔
مہدی	ابوعبیدہ معاویہ بن یسار	تفویض	وزارت سے موقوف کر دیا گیا۔
..	ابو عبداللہ یعقوب بن داؤد	تنفیذ	عہدے سے ہٹا کر قید کر دیا گیا۔
..	فیض بن ابی صالح	..	مہدی کی وفات تک اپنے عہدے پر قائم رہا۔
ہادی	ربیع بن یونس	..	عہدے سے الگ کر دیا گیا۔
..	ابراہیم بن زکوان حرانی	..	ہادی کی وفات تک وزارت پر فائز رہا۔
وزارت کا دور عروج			
ہارون الرشید یحییٰ بن خالد برمکی	وزارت تفویض	مصر ہو جانے پر وزارت اپنے بیٹوں کے سپرد کر دی۔	..
..	فضل بن یحییٰ	..	کچھ عرصہ کے بعد ہارون کی خواہش پر وزارت اپنے بھائی کے حوالے کر دی۔
..	جعفر بن یحییٰ	..	قتل کر دیا گیا۔
ہارون الرشید	فضل بن ربیع	تفویض	ہارون کی وفات تک منصب پر فائز رہا۔
امین الرشید	امین کی وفات تک اپنے عہدے پر کام کرتا رہا۔
مامون الرشید	فضل بن سہل	..	قتل ہو گیا یا قتل کروا دیا گیا۔
..	حسن بن سہل	..	کچھ عرصہ بعد خود ہی گوشہ نشینی اختیار کر لی۔
..	احمد بن ابی خالد	وزارت تنفیذ	وفات پائی۔
..	احمد بن یوسف	..	وفات پائی۔
..	ابو عباد ثابت بن یحییٰ	..	مامون کی وفات تک وزیر رہا۔
معتصم	فضل بن مروان	..	وفات پائی۔
..	احمد بن عمار	..	معزول کر دیا گیا۔
..	محمد بن عبدالملک زیات	..	معتصم کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا۔
واتق باللہ	واتق کی وفات تک منصب پر قائم رہا۔

عباسیوں کا دور انحطاط اور ادارہ وزارت :

قتل کر دیا گیا -	محمد بن عبدالملک زیات وزارت تنفیذ	جعفر متوکل
موقوف کر دیا گیا -	”	ابو الوزير
موقوف کر دیا گیا -	”	ابوجعفر محمد بن فضل جرجاری
متوکل کی وفات تک اپنے عہدے پر فائز رہا -	”	عبیداللہ بن یحییٰ
منتصر کی وفات تک اپنے عہدے پر قائم رہا -	”	احمد بن خصیب
روپوش ہو گیا -	”	ابوصالح
معزول کر دیا گیا -	وزارت تنفیذ	ابوفضل جعفر بن محمود
قید کر دیا گیا -	”	ابوجعفر احمد بن اسرائیل
معز کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا -	”	ابوفضل جعفر بن محمود
مہندی کی معزولی تک وزیر رہا -	”	سلیمان بن وہب
وفات پائی -	”	یحییٰ بن خاقان
معزول کر دیا گیا -	”	حسن مخلد
وفات پائی -	”	احمد بن ابی صالح
معتمد کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا -	”	عبید اللہ بن سلیمان
وزارت تفویض معتمد کی وفات تک وزیر رہا -	”	قاسم بن عبیداللہ
قتل کر دیا گیا -	وزارت تنفیذ	عباس بن حسن
تین بار وزارت سنبھالی اور بالآخر قتل کر دیا گیا -	وزارت تفویض	ابن فرات
وزارت تنفیذ	”	یحییٰ بن خاقان
موقوف کر دیا گیا -	وزارت تفویض	علی بن عیسیٰ
قتل کروا دیا گیا -	وزارت تنفیذ	حامد بن عباس
وفات پائی -	”	عبیداللہ بن یحییٰ
معزول کر دیا گیا -	”	احمد بن عبیداللہ
قید کر دیا گیا -	”	ابن حفصہ
گرفتار کر لیا گیا -	”	سلیمان بن حسن
گوشہ نشین ہو گیا -	”	عبیداللہ بن محمد کلوزانی
گرفتار کر لیا گیا -	”	حسین بن قاسم
مقتدر کے دور تک وزیر رہا -	وزارت تنفیذ	ابوالفضل جعفر
معزول کر دیا گیا -	”	ابن حقلہ
گرفتار کر لیا گیا -	”	محمد بن قاسم
معزول کر دیا گیا -	”	ابن حقلہ
معزول کر دیا گیا -	”	عبدالرحمان بن عیسیٰ
فرار ہو گیا -	”	ابو جعفر محمد بن قاسم
معزول کر دیا گیا (۲۹) -	”	سلیمان بن حسن

عہد عباسیہ کا دور زوال اور وزارت کی نوعیت میں تبدیلی :
 ،،راضی باللہ کے زمانہ میں حکومت کے نظم و نسق میں بڑے بڑے
 جرنیلوں کا اثر و اقتدار بہت بڑھ گیا تھا۔ جس کی بنا پر حکومتی
 نظام کو اعتدال پر لانا خارج از امکان ثابت ہوا اور خلیفہ نے مجبور
 ہو کر واسط اور بصرہ کے گورنر ابن رائق کے ہاتھ میں نظم حکومت
 دے دیا اور اسے امیر الامراء کا لقب دیا۔ ابن رائق کا اثر و اقتدار اس
 قدر بڑھا کہ وزیر اعظم کی حیثیت ایک ماتحت کی ہو گئی اور
 درحقیقت امیر الامراء کے عہدے کے بعد وزارت کے اقتدار کا خاتمہ ہو
 گیا، (۳۰)۔

مذکورہ فہرست کی مدد سے ادارہ وزارت کو عہد عباسیہ کے
 اتار چڑھاؤ کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور نتیجہ
 درج ذیل نکات مرتب کئے گئے ہیں۔

(۱) بنو عباس کی شخصی حکومت کا آغاز اور وزارت تنفیذ۔

(۲) بنو عباس کی شخصی حکومت کا دور عروج اور وزارت تفویض
 و تنفیذ۔

(۳) بنو عباس کی شخصی حکومت کا دور انحطاط اور ضعف وزارت۔

سب سے اہم بات جو عہد عباسیہ کے حوالے سے ہمارے سامنے ایک
 تجزیاتی حقیقت کے طور پر آئی ہے وہ یہ کہ شخصی حکومتیں اپنے
 زمانے کی سیاست و حکومت، نظم اقتصادیات اور طرز معاشرت کی
 ترقی اور تنزلی میں اپنی صلاحیتوں، مضبوط پالیسیوں اور شخصی
 رجحانات کے اعتبار سے اہم کردار ادا کرتی ہیں اور تاریخی شواہد
 کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ سلطنت کے
 تمام ادارے شخصی حکومتوں کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ روبہ
 سفر رہتے ہیں۔

بنو عباس کا دور اول سفاح اور منصور جیسے حکمرانوں کا رہین منت نظر آتا ہے۔ جو نہ صرف بانی سلطنت تھے بلکہ تاسیس حکومت کے بعد نظم ملکی میں بھی بے حد اہمیت کے حامل تھے۔ اگرچہ عجمیوں کی پشت پناہی سے ان کی حکومت معرض وجود آئی تھی مگر وہ اس بات کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے مددگار عجمی سلطنت کا اقتدار ان سے چھیننے کی کوشش کریں یا ان کے حریف علویوں میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان خلفاء نے ایسے وزراء کو بڑی سنگین سزائیں دیں جو اس قسم کی سازشوں میں ملوث تھے۔ یا جن کا رجحان علویوں کی طرف تھا۔ اس جرم میں سفاح نے ابو سلمہ خلال کو، مہدی نے یعقوب کو، ہارون الرشید نے برامکہ کو اور مامون نے فضل بن سہل جیسے وزراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا،، (۳۱)۔

شخصی استبداد کے اس دور میں وزارت تنفیذ کی مثال ملتی ہے۔ منصور کے عہد میں وزراء کو کوئی اقتدار حاصل نہیں تھا وجہ یہ تھی کہ منصور کی شخصیت آمرانہ اقتدار کی حامل تھی اور پوری سلطنت کا نظم و نسق اس کے اشارے سے حرکت میں آتا تھا۔ وزراء کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ وزراء کی زندگی ہر وقت معرض خطر میں رہتی اور جبین خلافت کی ایک شکن ان کی ہستی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیتی۔ تاہم رعایا پر وزراء کا غیر معمولی رعب و دبدبہ ہوتا تھا اور ان کی مصیبت سے لوگ لرز اٹھتے تھے۔ اور اگرچہ منصور کی حد سے زیادہ خود اعتمادی نے وزارت کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ ہمیشہ امور مملکت کے سلسلے میں وزراء سے مشورہ لیتا تھا،، (۳۲)۔

وزارت کا اقتدار اور اثر و نفوذ ہارون الرشید کے عہد میں ذرہ کمال تک پہنچ گیا۔ ابن خلدون کے بقول جب سلطنت کی شان و شوکت بڑھی تو وزیر کے اختیارات بھی بڑھے اس کی عظمت بھی بلند ہوئی اور امور ملکی میں حل و عقد کا وہ بادشاہ کی طرح نائب سمجھا جانے لگا۔ پھر تو ہر چھوٹے بڑے کی گردن اس کے سامنے جھکی تمام شعبے اس کے ہاتھ میں آ گئے۔ یہاں تک کہ مشہور برمکی وزیر جعفر بن یحییٰ کو اس کے عام اختیارات اور سلطنت پر اس کے اقتدار کلی کو دیکھ کر سلطان کہا گیا (۳۳)۔

عباسیوں کے مشہور ترین وزرائے تفویض آل برمک ہو گئے ہیں، دولت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا وہ اور اراکین سلطنت کو نصیب نہ تھا۔ بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے۔ ہارون الرشید نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قلمدان وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔ یحییٰ کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی اور چچیرے بھائی کثرت سے تھے۔ اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد امور سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے۔ چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا، (۳۳)۔

جعفر کے دور وزارت میں برامکہ سلطنت عباسیہ کے مختار کل بن گئے تھے ان کا جاہ جلال اور سیاسی اثرات اس حد تک بڑھ گئے کہ خود ہارون الرشید خزانہ سے ایک معمولی رقم بھی ان کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کے تمام شعبوں پر آل برامکہ کے افراد چھائے ہوئے تھے۔ برامکہ نے اپنے گھر مال و دولت سے بھر رکھے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کا اقتدار حکومت و سلطنت

میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا۔ ،، حکام کا عزل و نصب ان کے اشارے سے معرض وجود میں آتا برامکہ کے سوا سب کو وزارت و فوجی قیادت اور کتابت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ (۳۵)

مگر کب تک؟ بالآخر ہارون کی دوربین نظروں نے برامکہ کے اس غیر معمولی اثر و رسوخ سے مستقبل میں خطرہ محسوس کیا اور اس اندیشہ سے اس کی نظریں بدل گئیں اور ان تمام تر الزامات سے قطع نظر جو ہمارے مورخین نے آل برامکہ سے متعلق بیان کئے ہیں یہ بات اپنی جگہ ٹھوس حقیقت ہے ،، کہ آل برامکہ نے امور سلطنت میں اپنی جڑیں اس حد تک مضبوط کر لی تھیں کہ اگر ہارون معمولی بھی قدم اٹھاتا تو ملک بھر میں اس کے خلاف بغاوت ہو جاتی۔ خاص طور پر خراسان میں اس قسم کے خطرات پائے جاتے تھے اور ہارون کو پورا یقین تھا کہ جعفر برمکی ایرانی پہاڑیوں میں روپوش ہو کر اس کے خلاف کوئی بڑا قدم اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ ان خطرات کو بھانپتے ہوئے اس نے اچانک آل برامکہ سے متعلق فیصلہ کر لیا۔ جعفر کو قتل کروا دیا گیا۔ یحییٰ، فضل اور دیگر لوگ جیل بھیج دیئے گئے۔ ،، (۳۶)

وزارت تفویض کی دوسری بڑی مثال مامون کا عہد حکومت ہے۔ مامون کے اولین وزیر بنوسہل ہوئے ان کا اقتدار زمانے کی پیشانی کا چمکتا ستارہ اور تاج زمانہ کا آبدار موتی تھا۔ یہ برمکیوں کے اقتدار کا چھوٹا نمونہ بلکہ انہی کا پیدا کردہ تھا۔ مامون کا پہلا وزیر فضل بن سہل تھا جسے ذوالریاستین اور الوزير الامیر کا لقب دیا گیا۔ اسے ذوالریاستین یعنی وزارتوں والا اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے تلوار اور قلم دونوں کو یکجا کر دیا۔ فضل مامون کے مزاج میں اس حد تک دخیل ہو چکا تھا کہ جس کام کو کرنا چاہتا

مامون کی اجازت کے بغیر کر گزرتا اور جس امر کو چھپانا چاہتا خلیفہ کے کان میں اس کی آواز تک نہ پہنچتی تھی۔ اراکین حکومت کو یہ مجال نہ تھی کہ اشارۂ کنایہً بھی اس کا تذکرہ لب پر لائے، «(۳۷) مذکورہ وجوہات کی بنا پر خواہان سلطنت کی نفرت فضل کے خلاف بڑھنے لگی اور آٹھ دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگے۔ چنانچہ جیسے ہی مامون کو امام علی رضا کی معرفت اصل حقائق کا پتہ چلا تو فضل بن سهل کا قتل عمل میں آیا۔ فضل کے قتل کے بعد اس کے بھائی حسن کو وزیر تفویض مقرر کیا گیا اور مامون نے فضل کے قتل کی تلافی کے طور پر حسن کی بیٹی بوران سے شادی کی۔ سهل برادران کے بعد جتنے وزراء بھی مامونی عہد میں وزارت کے عہدے پر فائز ہوئے ان کے عہدے کی نوعیت وزارت تنفیذ تھی۔ انہیں امور سلطنت کے سلسلے میں کوئی اختیارات حاصل نہیں تھے۔ ان کا کام محض مامون کے احکامات کا نفاذ تھا۔ اس زمانے کے وزرائے تنفیذ میں سب سے زیادہ معروف احمد بن خالد اور احمد بن یوسف تھے، «(۳۸)۔

،،دولت عباسیہ میں جب انحطاط اور ابتری کی کیفیت پیدا ہوئی تو اس کا محور ایک نہیں رہا بلکہ کبھی وزارت بنی اور کبھی اس کا مرکز عمل سلطان کی ذات بنی۔ وزارت عظمیٰ جب حکومت کی مشینری پر حاوی ہو جاتی تو استبداد کا مرکز وزیر اعظم ہوتا۔ رائے عامہ کی نظر میں خلیفہ کے نائب ہونے کی وجہ سے اس کے احکامات کی حیثیت شرعی ہوتی تھی۔ اس لئے وہ مذہبی رنگ میں اپنے استبداد کو عمل میں لاتا اور جب وزیر کی حیثیت ایک پیشکار یا سیکریٹری کی ہوتی تو اس وقت سلطان کا پلہ بھاری ہوتا اور اسے جبر و استبداد کا موقع ملتا، «(۳۹) اس دور میں وزارت کے لئے رقیبانہ

مقابلہ شروع ہو چکا تھا۔ وزراء ایک دوسرے کو شکست دینے کے لئے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتے۔ اس مقصد کے لئے ریشہ دوایاں کی جاتیں خلیفہ کو بڑی بڑی رشوتیں دی جاتیں اور ذلیل سے ذلیل حرکت کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا تھا، (۳۰)۔ دور انحطاط میں ہر حریف کے ایجنٹ ہوا کرتے تھے جو اس کی حمایت میں پروپیگنڈہ کرتے اس دور کے وزیر خوشامد میں خلیفہ قصر کی عورتوں و خادموں اور منہ چڑھے ملازمین کے سامنے دولت کے انبار لگا دیتے اور یہ دولت رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگا کر فراہم کی جاتی تھی۔ عام طور پر کمزور وزراء کو اس عہدے پر فائز کیا جاتا تھا، تاکہ وہ خلیفہ کی ذات پر بے شمار دولت صرف کر سکیں، (۳۱)۔

نظم مملکت کی ان بے اعتدالیوں کی وجہ سے راضی باللہ کے عہد میں وزیر کی جگہ امیر الامرا نے سنبھالا اور پہلا امیر الامرا واسط و بصرہ کے گورنر ابن رائق مقرر کیا گیا۔ جس کا اقتدار نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ گیا اور وزیر کی حیثیت ایک ماتحت کی سی ہو گئی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر وزیر کا عہدہ ایک مہمل اور بے معنی سا لفظ بن کر رہ گیا۔ اس کا کام صرف یہ رہ گیا تھا کہ جشن اور تقریب کے موقع پر سیاہ لباس، پٹکا اور تلوار لٹکا کر دربار میں حاضر ہو جائے اور ادب و احترام کے ساتھ خاموش کھڑا رہے، (۳۲)۔

راضی باللہ کے بعد امیر الامراء کا یہ جبر و استبداد اور خود سرانہ اقتدار ایک عرصہ تک قائم رہا۔ حکومت کی مشینری پر یہ عجمی امیر الامراء پوری طرح حاوی تھے۔ لیکن سیاسی مصلحت سے ان خودسروں نے خلافت اور وزارت کے القاب اختیار کرنے سے اجتناب کیا تھا۔ لیکن انہیں اپنا آلہ کار بنا رکھا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ خلافت اور وزارت عظمیٰ کا عوام پر کتنا اثر ہے اور یہ دور خلافت عباسیہ کے آخر عہد تک قائم رہا۔

حواشی

- ۱- ہٹی، پروفیسر فلپ، تاریخ ملت عربی در ترجمہ مولوی سید ہاشمی، ص ۵۰۶۔
- ۲- القرآن، سورۃ طہ، ۲۹، ۳۰۔
- ۳- القرآن، سورۃ الفرقان، ۳۵۔
- ۴- الخطیب العمری امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح کتاب مناقب ابی بکر و عمر، فصل اول جلد سوم ترجمہ مقبول الرحمان، ص ۲۳۰۔
- ۵- الخطیب العمری امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ والقضاء، فصل دوم جلد اول ترجمہ مقبول الرحمان، ص ۱۹۲۔
- ۶- حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، ,, مسلمانوں کا نظم مملکت ,, ترجمہ مولوی علیم اللہ صدیقی، ص ۱۳۳۔
- ۷- ایضاً۔
- ۸- کانپوری محمد عبدالرزاق، برامکہ، ص ۱۸۰۔
- ۹- الماوردی ابوالحسن علی بن محمد البغدادی، الاحکام السلطانیہ، ترجمہ مولوی سید محمد ابراہیم، ص ۳۸۔
- ۱۰- الفخری محمد علی ابن علی طباطبایہ، اصول ریاست و تاریخ ملوک ترجمہ مولانا محمد جعفر شاہ پهلوارى، ص ۱۸۳۔
- ۱۱- حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت، ص ۱۳۳۔
- ۱۲- گوہر رحمان مولانا، اسلامی سیاست، ص ۳۵۵۔
- ۱۳- الفخری، اصول ریاست و تاریخ ملوک، ص ۱۸۲۔
- ۱۴- الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۲۔
- ۱۵- ایضاً۔
16. Muhammad Aslam: 'Muslim Conduct of State' Based upon the Sulḳ-ul-Mulūk written by Fadl-ullah-Bin Ruzlihan alfarhani, page 58.
17. Amir Ali Syed: A Short History of Sareens, page 412.
- ۱۸- الماوردی، الاحکام السلطانیہ،
- ۱۹- الفخری، اصول ریاست و تاریخ ملوک، ص ۱۸۳۔
- ۲۰- طوسی نظام الملک، سیاست نامہ، ترجمہ
- ۲۱- کیکاؤس، قابوس نامہ، بحوالہ از رشید احمد، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ص ۱۰۰۔
- ۲۲- کانپوری عبدالرزاق، برامکہ، ص ۱۸۰۔
- ۲۳- الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۹۔

- ۲۳ - ایضاً -
- ۲۵ - الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ، ص ۵۲ -
26. Muhammad Aslam: Muslim Conduct of State, page 59.
- ۲۶ - الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ، ص ۵۵ -
- ۲۸ - الفخری، اصول ریاست و تاریخ ملوک ، ص ۱۸۵ -
- ۲۹ - آستان قمر بیگم، آداب سلطنت و رسوم معاشرت (یہ کتاب الحموی ابو عبداللہ یاقوت کی معجم الادبا سے ماخوذ ہے) ،
- ۳۰ - حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۴ -
- ۳۱ - حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کی سیاسی تاریخ ترجمہ مولوی علیم اللہ صدیقی جلد دوم ص ۳۲۶ -
- ۳۲ - حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۸ -
- ۳۳ - ابن خلدون عبدالرحمان ، مقدمہ ابن خلدون ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی ، ص ۲۳۱ -
- ۳۴ - ابن خلدون عبدالرحمان ، تاریخ ابن خلدون ترجمہ علامہ حکیم احمد حسین جلد سوم ، ص ۱۳۱ ، ۱۳۲ -
35. Husaini, S.A.Q. Dr: 'Arab Administration' page 182.
36. Globb, Johan, Bagot: Harpon-Al-Rashid and the great Abbasids, page 279.
- ۳۴ - ابن خلدون عبدالرحمان ، تاریخ ابن خلدون ، ص ۱۹۴ -
- ۳۸ - حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر ، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۸ -
- ۳۹ - ابن خلدون عبدالرحمان مقدمہ ابن خلدون ، ص ۲۳۱ -
- ۳۰ - حسن ابراہیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۴ -
- ۳۱ - ایضاً -
- ۳۲ - ایضاً -

